جلد ۷۹ ماہ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۵۷ء نمبر ۲

مضامین

مقالات

آثار علمیہ

معدن المعانی

از عطاء الرحمٰن صاحب عطا کاکوی پروفیسر پٹنہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پٹنہ

معدن المعانی حضرت مخدوم الملک بہاریؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، اس کے مرتب انکے مسترشد زید ابن عربی ہیں، جنھوں نے ان کے قریب رہ کر حضرت کے "فرمودات" کو قلمبند کیا ہے، اس مجموعہ کی حیثیت دوسرے ملفوظات مثلاً فوائد الفواد، راحت القلوب، فوائد السالکین وغیرہ کی جیسی نہیں، بلکہ ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ مرتب نے لکھا ہے کہ اس کو حضرت مخدوم نے بتمامہ پڑھ کر اصلاح سے آراستہ کرکے تشنہ اور نامکمل مضمون کو مکمل کیا ہے، مرتب کے الفاظ یہ ہیں

"شیخ بزرگ وار سبقاً بعد سبقٍ و کلمۃ بعد کلمۃٍ و حرفاً بعد حرفٍ قرأت کرد و چند جا کہ بیچارہ (مرتب) راسہوے رفتہ بود بلطف اصلاح فرمود، و حکایتے و مقالے مناسب تقریر و بیتے و رباعی مناسب تحریر می فرمود۔"

یہ عام ملفوظات کی طرح تاریخ وار نہیں ہے، بلکہ ایک مرتب کتاب ہے، جو مضامین کے اعتبار سے ۶۳ بابوں پر مشتمل ہے، اس سے اس کی اہمیت اور افادیت اور بڑھ گئی ہے، حضرت مخدوم نے سوالات کے جوابات نہایت مدلل، واضح اور تشفی بخش دیے ہیں، بعض اہم مسائل مثلاً ذکر اثبات وجود باری تعالیٰ، معرفت ذات و صفات، علم شریعت و طریقت، ذکر ثبوت جبر و قدر پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے، یہ کتاب اس لیے اور دلچسپ ہوگئی ہے کہ جا بجا مثنوی، رباعی

اور فرد اشعار سے مزین ہے، اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم کو شعر و شاعری سے اچھا خاصا لگاؤ تھا اور برمحل اشعار یاد تھے، یہ بھی قیاس ہوتا ہے کہ ممکن ہے حضرت مخدوم خود بھی شعر کہتے ہوں، اس لیے کہ اس دور میں شعر و شاعری کا خاصہ چرچا تھا، آپ کے خالہ زاد بھائی حضرت مخدوم احمد چرم پوش صاحب دیوان شاعر تھے، آپ کے خلیفہ حضرت مظفر بلخی اور ان کے خلیفہ حضرت نوشہ توحید بھی شاعر تھے، لیکن ابھی تک اس کی تحقیق نہیں ہو سکی ہے کہ حضرت مخدوم کا منظوم کلام بھی ہے یا نہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی نثری تصانیف کے مقابلہ میں نظم کی اتنی اہمیت نہ رہی ہو، حضرت مخدوم کی متعدد تصانیف مشہور و مقبول ہیں، مثلاً مکتوبات کا دفتر سہ صدی و دو صدی، معدن المعانی، مخ المعانی، شرح آداب المریدین وغیرہ،

معدن المعانی کے قلمی نسخوں کی طرف ابھی میں نے رجوع نہیں کیا ہے، اس وقت ایک مطبوعہ نسخہ پیش نظر ہے، جو دو حصوں میں ۵۰۰ صفحات کو محیط ہے، کتاب کے آخر میں یہ عبارت ہے،

"الحمد للہ ..... کہ معدن المعانی من کلام ..... حضرت مخدوم شیخ شرف الحق و الملۃ والدین احمد یحیی منیری بسعی مولوی عبد القادر فردوسی بتاریخ بست و کم شہر جمادی الآخری ۱۳۰۱ھ در مطبع شرف پریس بہار محلہ خانقاہ باہتمام شیخ نعمت علی طبع شد"

اس کتاب کو طبع ہوئے کچھ اوپر ۸۰ سال ہو چکے ہیں، اور تصنیف کا زمانہ تقریباً ۷۰۰ سال پہلے کا ہے، حضرت مخدوم کی وفات ۷۸۲ھ میں ہوئی ہے، مادہ تاریخ "بہ شرف" ہے،

یہ کتاب افادیت کے لحاظ سے بہت اہم اور بیش قیمت ہے، شہنشاہ اکبر اس کو پڑھوا کر سنتا تھا، ابو الفضل کے پاس بھی اس کا نسخہ برابر رہا، وہ اس سے فائدہ اٹھاتا تھا، اس کتاب میں کثرت سے اساتذہ اور اکابر صوفیہ کے اشعار ہیں، مولانا روم، سعدی، خاقانی، عطار کے اشعار

بکثرت ہیں، اور بہ قول مرتب "یہ ابن عربی ہر بحث کے سلسلہ میں یہ اشعار زبان مبارک سے جاری ہوئے" باب بست و پنجم، ص ۲۲۲ میں "در ذکر بریدن از خلق" کی بحث میں یہ فقرہ ملتا ہے کہ حضرت مخدوم این مثنویات برخواند

عشق را با کفر و با ایماں چہ کار	عاشقاں را لحظۂ با جاں چہ کار
ہر کرا در عشق محکم شد قدم	در گذشت از کفر و از اسلام ہم
منکرے گوید کہ ایں بس منکر است	عشقِ او از کفر و ایماں برتر است

ان اشعار کے بعد عرفی کا یہ شعر بھی ملتا ہے،

عاشق ہم از اسلام خراب است وہم از کفر	پروانہ چراغِ حرم و دیر ندانند

عرفی کا وجود تو حضرت کے دو سو سال بعد ظہور میں آیا، اس لیے اس کتاب میں اس کے اشعار کا پایا جانا حیرت انگیز ہے، غالباً بلبشر نے مضمون کے لحاظ سے ایک شعر اپنی طرف سے بڑھا دیا، اور اسکا احساس نہ ہوا کہ اس سے کتاب ہی مشتبہ ہو جاتی ہے، خدا جانے اور کہاں کہاں اس قسم کے تصرفات ہیں، اس لیے ضرورت ہے کہ حضرت مخدوم کی کل تصانیف کا ایک مکمل، مصحح اور دیدہ زیب ایڈیشن شائع کیا جائے، اور جس طرح نکلسن نے اپنی زندگی مولانا روم پر وقف کر دی تھی، اسی طرح کوئی صاحب علم اپنی زندگی کو حضرت مخدوم کی تصنیفات پر وقف کر دیں۔